TQ Lesson 298 Surah Mulk Ayat 1-30 tafsir

اب 29 جز شروع ہو رہا ہے، الحمدللہ اور یہ جز پورا کا پورا مکی سورتوں پر مشتمل ہے بہرحال درمیان میں ایک آدھ یا ایک دو کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مدنی ہیں لیکن زیادہ رائے یہی ہے کہ سورۃ الملک سے سورتوں کا ساتواں یعنی آخری گروپ شروع ہو رہا ہے اور اس میں مکی سورتیں ہیں اور درمیان میں چند سورتیں ہیں جن کے مکی یا مدنی ہونے کے بارے میں اختلاف ہے تو بہرحال انشاءاللہ پھر اس کو ہم دیکھیں گے اور سورۃ الملک مکی سورۃ ہے اس کے 2 رکوع اور 30 آیات ہیں الفاظ اور کلمات کی تعداد 335 حروف ایک 1359 ہیں سورۃ کے پہلے ہی فقرے **تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ** کے لفظ الملک کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے جیسے اس سورۃ کے چند ایک اور نام بھی احادیث سے ملتے ہیں اور جیسے **تبارک ،الواقیۃ ،المنجیہ ،المانعہ** اور اس سورۃ کا موضوع اور مضمون اگر دیکھیں تو بہت مختصر طریقے سے اسلام کی دعوت اور اسلام کی تعلیمات کا تعارف کروایا گیا ہے دوسری طرف بڑے مختصر انداز میں جو غفلت میں پڑے ہوئے لوگ ہیں انہیں جگایا گیا ہے اور زوردار الفاظ ہیں دعوت مختصر ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی مقصد بعثت کو واضح کرتی ہے اور سوئے ہوئے ضمیروں کو بیدار کرتی ہے سورۃ الملک کی فضیلت میں متعدد روایات آتی ہیں اور جن میں سے کہتے ہیں کہ صرف چند روایات صحیح یا حسن ہیں میں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں ایک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب میں ایک سورۃ ہے جس میں صرف 30 آیات ہیں یہ آدمی کی سفارش کرے گی یہاں تک اس کو بخش دیا جائے گا (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، مسند احمد کی روایت ہے) ۔دوسری روایت میں ہے قرآن مجید میں ایک سورۃ ہے جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے لڑے گی حتی کہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور(یہ روایت بھی ابن **ماجہ** سے لی گئی ہے) ۔ پھر ترمذی کی ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سونے سے پہلے سورۃ الم السجدہ اور سورۃ الملک ضرور پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے ان دو سورتوں کی آپ تلاوت کیا کرتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تک سورۃ (1) **الٓمٓ۔تَنْزِيْلُ**(سورۃ الم السجدہ) جو 21 جز میں ہے اور **تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ** پڑھ نہیں لیتے تھے اس وقت تک رات کو نہیں سوتے تھے (اس کو بھی مسند احمد، ترمذی نے روایت کیا ہے) پھر اسی طرح سورۃ ملک کے بارے میں شیخ البانی نے بھی **صحیحہ** میں ایک روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الملک عذابِ قبر سے روکنے والی ہے اس کا پڑھنے والا امید ہے کہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا بشرطیکہ وہ احکام اور فرائضِ اسلام کا پابند ہو اور آپ میں سے کتنے لوگوں کو سورۃ الملک آتی ہے اچھا ماشاءاللہ 30 جز تو آپ کا حفظ ہو چکا اور جو اس کو بھی حفظ کر لیں تو بڑی ہی خوش قسمتی کی بات ہے آئیے سورۃ الملک کو ہم سمجھتے ہیں آغاز بڑا ہی مؤثر ہے زوردار ہے

آیت نمبر1۔ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ۔ نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ نہایت بزرگ و برتر ہے **تَبَارَكَ** اور اس کا مادہ (ب ر ک) ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ اونٹ کے سینے کے لئے بھی آتا ہے اور اونٹ کا بیٹھ جانا تو یہ لفظ برکت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور یہاں پہ **تَبَارَكَ** برکت سے مبالغے کا صیغہ ہے برکت میں نمبر 1۔ رفعت اور عظمت پائی جاتی ہے نمبر 2۔ افزائش اور فراوانی جیسے کسی چیز کا پھلنا بڑھنا پھولنا اور

نمبر 3۔ دوام اور ثبات جیسے کسی چیز کے اندر ہمیشگی ہو اور نمبر 4۔ کثرت خیر و حسنات کے مفہوم پائے جاتے ہیں معنی کیا ہیں کہ اللہ تعالی بے انتہا بزرگ اور عظیم ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اپنے سوا ہر ایک سے بالاتر ہے اس کے اندر اس کی صفات میں رفعت اور عظمت پائی جاتی ہے اور اس سے بے حد و حساب بھلائیوں کا فیضان ہو رہا ہے اس کے کمالات اس کے عجائبات اس کی بخششیں لا زوال ہیں **تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ الَّذِي** یہ کون ہے؟ یہ اللہ ہے یہ وہ ذات ہے **بِيَدِهِ الْمُلْكُ** جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر کہا جا رہا ہے کہ اس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور اللہ رب العزت کی ذات جس طرح سے ہم کسی انسان کے بارے میں جب بات کرتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں کہ ہاتھ چہرہ جسم کے اعضاء وغیرہ لیکن آپ کو یہ بات تو پتہ ہی ہے کہ اللہ تعالی جسم اور اعضاء سے بالاتر ہے۔ بالا بھی ہے برتر ہے تو پھر یہاں پر قرآن میں جابجا جو اللہ کے لئے ید کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنی کیا ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ متشابہات میں سے ہے پھر دوسری بات یعنی جب متشابہات میں سے ہے تو اس کی کیفیت اور حقیقت کوئی انسان معلوم نہیں کر سکتا پھر یہاں اس کے کیا معنی ہیں کہ اللہ کو ہر طرح کی قدرت اور غلبہ حاصل ہے وہ کائنات میں جس طرح سے چاہے تصرف کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا تو پھر کیا بات پتہ چلتی ہے **بِيَدِهِ الْمُلْكُ** تو یہاں پر **الْمُلْكُ** ہے صرف ملک نہیں ہے تو جتنی بادشاہتیں ہیں دنیا میں وہ ساری عارضی ہیں ادھار کی ہیں محدود ہیں اور ان بادشاہوں کو جو اختیارات ہیں ان پر کمال حاصل نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقتدار شاہانہ ہے اور اس کا اقتدار لا زوال ہے اور وہ اس چیز پر قادر ہے کہ جو چاہے کرے اور جیسے چاہے کرے **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جو چاہے وہ کرے کوئی اسے عاجز کرنے والا نہیں ہے کہ وہ کوئی کام کرنا چاہے اور پھر نا کر سکے۔ وہ چاہے تو شاہ کو گدا کر دے اور غریب کو امیر بنا دے امیر کو غریب کر دے کسی کو زندگی دے کسی کو موت دے دے کوئی اس کی حکمت اور اس کی مشیت میں دخل نہیں دے سکتا تو ایک آیت کے اندر کیا باتیں ہمارے سامنے آئیں نمبر 1۔ چیز یہ کہ **تَبَارَكَ** نمبر 2۔ بات یہ کہ **بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ الَّذِي** وہ ذات **بِيَدِهِ الْمُلْكُ** کہ صرف وہ نہایت بزرگ اور برتر ہی نہیں بلکہ اس کے ہاتھ میں پوری کائنات کی بادشاہت ہے آپ سوچیں تو سہی کسی کے بارے میں یہ پتہ چلے کہ فلاں اتنے بڑے ملک کا بادشاہ ہے اس کی اتنی زمین ہے اس کا اتنا اقتدار ہے تو کیا ایک شان و شوکت ایک عظمت اس کی ہیبت ارد گرد کے علاقوں اور لوگوں پر طاری ہو جاتی ہے کہ دنیا کی سپر طاقت۔ دنیا کی سپر طاقت پہلے روس تھا پھر وہ کدھر گیا اس سے پہلے برطانیہ تھا وہ کدھر گیا اور آج کی سپر طاقت امریکہ ہے کون جانے کب تک ہے تو جتنی بھی دنیا کی سپر طاقتیں ہیں خواہ ملک کی سطح پر ہوں یا فرد کی سطح پر کہ کوئی شخص کہے کہ میری کرسی مضبوط ہے کوئی بھی بادشاہ ہو ان سب کی بادشاہت کو زوال ہے **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** اللہ رب العزت اس حقیقت کو ہم سب کے سامنے لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو کیوں بنایا یہ زندگی اور موت کا سلسلہ کیوں جاری کیا؟

آیت نمبر 2۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ

ترجمہ۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی

وہی تو ہے جس نے تخلیق کیا پیدا کیا اور زندگی کو پہلی بات کیا پتہ چلی کہ اس نے پیدا کیا زندگی کو کوئی دوسرا زندگی دینے والا نہیں ہے اور نا موت دینے والا ہے تو ڈرنا اور دبنا نہیں زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری بات کیا پتہ چلی زندگی اور موت کا مقصد تاکہ **لِيَبْلُوَكُمْ** تو تمھاری آزمائش کرے اور آزمائش کس چیز کی ہے **أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا** کہ تم میں سے کون بہترین کام کرنے والا ہے تو

لِيَبْلُوَكُمْ کا مطلب کیا ہوا امتحان یہ پوری دنیا examination hallامتحان گاہ ہے میں اور آپ اور انسان اور جن کیا ہیں سارے کے سارے candidate ہیں امتحان دینے والے ہیں اور ممتحن کون ہے examiner اللہ تعالیٰ اور ہم کس چیز کا امتحان دے رہے ہیں **أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا** کہ تم میں سے کون بہترین کام کرنے والا ہے یہ نہیں کہا **أَيُّكُمْ أَكْثَرُ عَمَلًا** کہ تم میں سے زیادہ کام کرنے والا کون ہے بلکہ زیادہ عمل کرنے والا کون ہے۔ نمبروں کی زیادتی نہیں پوچھی اللہ تعالیٰ نے نوافل کی کثرت نہیں تسبیح کے دانوں کی کثرت نہیں کل ایک ماں کا فون تھا ماں بڑی پریشان تھی اپنی بیٹی کی وجہ سے اور پھر بتا رہی تھی کہ کسی نے دو نفل پڑھنے کا جو طریقہ بتایا ہے ہر رکعت میں پتہ نہیں کتنی کتنی تعداد میں کیا کیا پڑھنا ہے حالانکہ اس کو سمجھ ہے ساری لیکن جب آزمائش آتی ہے نا تو انسان پھر ادھر ادھر ہونے لگتا ہے تو کہہ رہی تھیں کہ کیا میں ایسے کرلوں تو میں نے کہا کہ یہ چیز صحیح نہیں ہے کیونکہ ہم دعائیں اذکار کر سکتے ہیں لیکن اپنی مرضی سے خود سے ہی ان کی تعداد مقرر کر کے ایک انداز ،ایک طریقہ اختیار کر لیا جائے تو بات کیا ہے **أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا** کہ تم میں سے بہترین کام کرنے والا کون ہے تو یہاں تک کتنی باتیں پتہ چلیں 3 باتیں پتہ چلیں تو اچھائی اور برائی کا فیصلہ امتحان کے پاس اور فیل ہونے کا فیصلہ اس بات پر ہوگا کہ کون شخص عملوں میں اچھا ہے پھر اس کے بعد نمبر 4. بات **وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ** فیصلہ کون کرے گا کہ فلاں پاس ہوا اور فلاں فیل ہوا؟ اس کا فیصلہ اللہ کرے گا تو امتحان لینے والا یہ فیصلہ کرے گا ممتحن اللہ تعالیٰ کہ حسنِ عمل کسے کہتے ہیں حسنِ عمل کا معیار میں اور آپ مقرر نہیں کر سکتے تو نمبر 5. پھر کیا بات سامنے آئی کہ وہ اس بات پر بھی غالب ہے کہ اپنے نافرمانوں کو سزا دے اور اس بات پر بھی قادر ہے کہ جو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اس کی طرف لوٹ آئیں تو ان کو معاف کر دے تو یہ جو آیت نمبر 2ہے یہ میری اور آپ کی زندگی کو ایک مقصد عطا کرتی ہے یہ آیت یہ وہی آیت ہے جو پہلے بھی آپ پڑھ چکیں **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (56. الذاریات)** کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی بندگی کے سوا کسی اور کام کے لئے پیدا نہیں کیا اور آپ آگے بھی پڑھیں گی کہ اللہ رب العزت جو ہیں وہ فرماتے ہیں **إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (2,3. الدھر)** کہ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اِس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا ہم نے اسے راستہ دکھا دیا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا بنے اور آیت نمبر 2 سورۃ الملک سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ زندگی اور موت کی حقیقت کیا ہے عام طور پر انسان کیا سمجھتا ہے کہ جب مر جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی زندگی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے لیکن یاد رکھیے کہ جو شخص بھی دنیا میں ایک دفعہ آ گیا اب اس کی لامتنہائی زندگی کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا تو انسان مرتا نہیں ہے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ کیا ہے کہ اس کی جو جگہ ہے اس میں تبدیلی ہو جاتی ہے تو ہمیں وہ نظر نہیں آتا لیکن موجودہ دنیا کی زندگی میں اس نے جیسے عمل کئے تھے اس کے مطابق پھر وہ اپنی زندگی کا سلسلہ جاری رکھتا ہے اور گویا کہ انسان کی زندگی کے کتنے مرحلے ہیں پہلا مرحلہ جو دنیا کی زندگی میں ہے کسی کو ایک گھڑی سانس ملتی ہے ایک لمحے بھر وہ سانس لیتا ہے اور کوئی 100 سال تک بھی اپنی زندگی کی سانسیں گنتا رہتا ہے کہ اللہ کب بلائے گا معذور بڑھاپا مجبور دوبارہ بچپن کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تو کسی کی زندگی 10 سال کسی کی 40 کسی کی 100 سے بھی اوپر اور یہ پوری زندگی بہت محدود ہے بہت مختصر ہے اور خود اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار کہتے ہیں کہ قیامت کے دن انسان جب اپنی موجودہ زندگی کو دیکھے گا تو اس وقت اتنا حیران و پریشان ہوگا اور اس وقت انسان یہ پکار اٹھے گا کیا کہے گا اس وقت انسان کہے گا کہ **كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا(46. النازعات)** تو اس کو پوری دنیا کی زندگی ایسے لگے گی جیسے کہ دن کا ایک

آخری حصہ یا پھر یہ کہ اس کا صبح کا حصہ۔ صبح یا شام بس اتنا محسوس ہوگا خواہ کتنے سالوں پر مشتمل کیوں نہ رہی ہو تو دنیا کی زندگی مختصر ہے ناپائیدار ہے اور ہمیشہ نہیں رہنا۔ پھر دوسری زندگی قبر کی زندگی ہے۔ زندگی کے دوسرے مرحلے (قبر کا مرحلہ) کا انحصار دنیا کی زندگی پر ہے کہ دنیا کیسے گزاری اور قبر کی زندگی یا جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ بن جاتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا پھر تیسری زندگی جب حشر نشر ہوگا اور لوگوں کو اعمال نامے یا دائیں ہاتھ میں ملیں گے یا بائیں ہاتھ میں تو پھر انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یا جنت میں چلا جائے گا یا جہنم میں چلا جائے گا تو یہ تین مرحلے ہیں سب سے لمبا مرحلہ جنت یا جہنم کا ہے قبر کی زندگی اس سے مختصر ہے اور دنیا کی زندگی تو بہت ہی مختصر ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی زندگی جب اتنی چھوٹی ہے اتنی مختصر ہے تو کیا پھر اس کو چھوڑ دیں کیا اس میں مزے کریں کھائیں پیئیں کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں eat, drink, marry and die لیکن یاد رکھیے گا کہ یہ دنیا کی زندگی جو بہت مختصر ہے بہت تھوڑی سی ہے لیکن اگلے دو مرحلے وہ اسی پر انحصار کرتے ہیں جیسے کسی کے پاس روٹی کا ایک ہی ٹکڑا ہو اور اس کے بچے بھوکے ہوں وہ خود بھوکا ہو وہ اس کو پرندوں کے آگے نہیں ڈال دیا کرتا اس کے پاس پانی کی ایک ہی چھاگل ہو ایک گلاس پانی کا یا ایک صراحی پانی کی وہ صحرا کا سفر کر رہا ہو اور صحرا میں پانی کا ایک قطرہ زندگی اور موت کا سوال ہے تو وہ اس پانی سے اپنے ہاتھ اور منہ نہیں دھویا کرتا اس پانی کا ادھر ادھر چھڑکاؤ نہیں کیا کرتا پھر وہ اس پانی کا ایک ایک قطرہ بچا کر رکھتا ہے کیونکہ صحرا میں پانی کی بڑی اہمیت ہے تو بالکل اسی طرح زندگی میں جتنے بھی مجھے اور آپ کو لمحات یا گھڑیاں ملی ہیں یہ بڑی مختصر ہیں اس میں آخرت کمانی ہے تو ایک ایک لمحہ اس کو سوچ سوچ کر گزاریں فضول باتوں میں ضائع نہ کردیں لہو کے اندر لہو الحدیث ٹی وی، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ناول، افسانے، گپ شپ ،فون غیبت ،چغلی ،جھگڑے، لڑائیاں اور جو روٹھے بیٹھے ہیں اور پھر معاف نہیں کرتے اور معافی نہیں مانگتے ہیں اور ادھر کا شکوہ ادھر کا شکوہ یاد رکھیے اتنی فرصت ہی نہیں ہونی چاہئے اتنا وقت ہی نہیں ہونا چاہئے کہ اس طرح کی باتوں پر وقت ضائع کیا جائے کیونکہ

ؔ غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

ؔ کھیتوں کو دے لو پانی کہ بہہ رہی ہے گنگا
کچھ کر لو نوجوانوں اٹھتی جوانیاں ہیں

یونان کے دانشوروں نے وقت کی ایک تصویر بنائی انہوں نے کہا کہ وقت ایک بوڑھا ہے مسلسل بھاگ رہا ہے اس کے دائیں ہاتھ میں درانتی ہے جس سے وہ فصلوں کو کاٹ رہا ہے اور اس کی فصل کیا ہے زندگیوں کو کاٹ رہا ہے (موت) دوسرے ہاتھ میں شیشۂ ساعت ہے (وقت کا شیشہ)جس سے وہ عمروں کو ماپتا ہے اس کے ماتھے پر بالوں کی ایک لٹ لٹک رہی ہے اور اگر تم اس بوڑھے کو پکڑنا چاہتے ہو اگر وقت کو قابو کرنا چاہتے ہو تو اس بالوں کی لٹ سے پکڑ لو ورنہ یہ دوڑتا چلا جا رہا ہے میں چھوٹی سی تھی اور وقت کے اوپر میری بڑی بہن نےایک تقریر یاد کروائی (فوت ہو چکی ہیں) اور اس وقت انہوں نے مجھے یہ لکھوایا تھا اور آج بھی یاد آیا اور پتہ نہیں کب یاد کیا تھا ایک تقریری مقابلہ تھا کوئی اس میں یاد کیا تھا۔ دیکھ لیں کہ بچپن اور بڑوں کی محنتیں مشقتیں کتنا فائدہ دیتی ہیں اور مجھے اس وقت نہیں سمجھ آئی تھی کہ کیا مطلب ہے شیشۂ ساعت کیا ہے اور یہ درانتی کیا ہے اور بالوں کی لٹ کیا ہے لیکن اب سمجھ آتی ہے کہ وقت بہت تیزی سے گزرا ہے یونان کے دانشوروں نے یہی بتایا کہ زندگی بہت تیزی سے گزر رہی ہے اور ان سے کیا سمجھنا میرا اور آپ کا تو قرآن ہے اللہ ہے بار بار

یہ کہتا ہے **أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا** اب یہ دیکھتے ہیں کہ جب وقت اتنا تھوڑا ہے اور اتنی تیزی سے گزر رہا ہے تو پھر حسنِ عمل کیا ہے؟ آپ دیکھ لیں لوگ کبھی آپ کو دلہن جی کہہ کے مخاطب کیا کرتے تھے کبھی آپ کو اپنی جوانی پر ایک ناز تھا کبھی اپنا چہرہ اپنا حسن اپنی آنکھیں اور اب چہرے کی جھریاں ہیں ملکہ ترنم نور جہاں نے چہرے کی جھریاں ہٹائیں کیسے؟ پلاسٹک سرجری کرائیں اور پھر میں نے کہا اس کی جھریاں کہاں گئیں؟ تو ساری گلے میں اکٹھی کر دی گئی تھیں اور کے کہاں جائیں گی؟ پھر اس پہ وہ رمال باندھا کرتی تھیں جب اس کی سرجری ہو گئی تھی۔ لیکن موت کو تو کوئی روک نہ سکا موت تو آگئی وہ امیر پر بھی آتی ہے وہ غریب پر بھی آتی ہے جو دنیا سےکتنی محبت کیوں نہ کرے اس پر بھی آتی ہے اچھا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب میں اور آپ کریں کیا؟ اس بات پر پریشان نہ ہوں کہ پہلے جوان تھے اور اب بوڑھے ہو رہے ہیں پریشان تو اس بات پر ہوں کہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے تو گود میں کیا ہے؟ نامۂ اعمال کیسے ہیں؟ کیا لے کے جاؤں گی اعمال کی پونجی جو کہہ سکوں کہ اللہ تعالی یہ صرف اور صرف تیرے لئے تھی اور حسن اعمال کسے کہتے ہیں؟ اس کے لئے ایک تعریف لکھ لیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ** پھر جب آپ ﷺ یہاں تک پہنچے **أَحْسَنُ عَمَلًا** پھر آپ ﷺ نے فرمایا **أَحْسَنُ عَمَلًا** وہ شخص ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہو اور اللہ کی اطاعت میں ہر وقت مستعد اور تیار ہو۔ اس کو کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ شخص جوکہ بہترین عمل کرنے والا ہے **أَحْسَنُ عَمَلًا** دیکھ لیجئے کہ اس تعریف کے مطابق میں اور آپ کہاں کھڑے ہیں **وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ** اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر کرنے والا بھی تو اللہ کی ایک صفت دوسری سے ٹکراتی نہیں ہے اللہ تعالیٰ گو کہ غالب ہے گو کہ بے انتہا زبردست ہے اس کے باوجود اپنی مخلوق کے حق میں **رحیم** ہے **غفور** ہے ظالم اور سخت گیر نہیں ہے دوسرے یہ کہ برے عمل کرنے والوں کو سزا دینے کی وہ پوری قدرت رکھتا ہے کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اس کی سزا سے بچ سکے لیکن جو اپنے گناہوں پر نادم ہو جائے جس کے آنسو بہنے لگیں خطاکار ہونے کا احساس اس پر غالب آ جائے اور جب وہ نادم ہو کر برائی سے باز آ جائے اور معافی مانگ لے تو اللہ اس کے لئے پھر **العزیز** نہیں ہے،**الغفور** ہے اور آپ کو پتہ ہے نا کہ سات قسم کے لوگوں کو عرش کے سائے کے نیچے جگہ ملے گی ان میں سے ایک کون ہے؟ کہ جس کو گناہ کی دعوت ملے اور وہ اللہ کے ڈر سے اللہ کے خوف سے گناہ چھوڑ دے اور وہ پھر وہ نوجوان جو عورت پر پوری طرح قدرت رکھتا تھا اور پھراللہ کے ڈر اور اللہ کے خوف سے اس نے اس کو چھوڑ دیا جبکہ بدکاری کرنے کے لئے اس کو پیسے بھی دے چکا تھا ۔ اس عورت نے یہی بات کہی تھی کہ اللہ سے ڈر کہ اس سے پہلے میری بکارت کا پردہ کسی نے توڑا نہیں ہے۔ میرے بارے میں تو اللہ سے ڈر اور پھر وہ ایسا کانپا کہ اس نے عورت کو چھوڑ دیا۔ اس کو کہتے ہیں کہ حرام کاموں سے رک جانا اس کو تقویٰ کہتے ہیں پھر اس کے بعد آپ دیکھیں کہ تیسری جو آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ کائنات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ میری کائنات کا نظام بڑا حکیمانہ ہے بڑی حکمت سے میں نے اپنی کائنات کو بنایا ہے اور تم ذرا اس پر غور و فکر اور تدبر تو کرو

آیت نمبر 3۔ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًاۖ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ

ترجمہ۔ جس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا۔ **الَّذِي خَلَقَ طِبَاقًا** جس نے پیدا کیا **سَبْعَ سَمَاوَاتٍ** سَاتْ آسمان اور آسمان بھی کیسے **طِبَاقًا (ط ب ق)** تو اللہ تعالی نے یہاں پہ کیا بات بتائی سات آسمان بنائے اور تہہ بہ تہہ بنائے اور آپ نے یہ بات پڑھی ہے جب رسول اللہ ﷺ **معراج** پر گئے تھے تو اس وقت سات آسمانوں پر مختلف انبیاء سے آپ ﷺ **نے** ملاقات کی تو قرآن بھی اس کی دلیل دیتا ہے کہ آسمان سات ہیں اور اس کے علاوہ ہمیں حدیث سے بھی اس کی دلیل ملتی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے **طِبَاقًا** کے کیا معنی ہیں ؟ **طِبَاقًا** کے معنی ہیں کہ ایک کے اوپر دوسرا ایک کے بعد دوسرا گویا کہ **طِبَاقًا** کا لفظ اوپر تلے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ ویسے تو تہہ بہ تہہ کے لئے قرآن میں پانچ الفاظ آئے ہیں اور اس میں سے پہلا درجہ **طِبَاقًا** ہے اور اس کا مادہ ہے **(ط ب ق)** ایک چیز کے اوپر اس کے برابر دوسری چیز رکھنا تاکہ مکمل بیٹھ جائے مطابقت اس کے اندر ہو اس کو کہتے ہیں **طِبَاقًا** اس نے تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے اب آپ دیکھ لیں آپ قمیض سیتی ہیں اور ایسی قمیض جس کا استر اس کے ساتھ ہی سیا جائے تو ہوتا کیا ہے جو دو کپڑے کے پرت ہیں وہ اکٹھے ایک جیسے کہ آپس میں مطابقت آ جائے اور بہت اچھے جو درزی ہوتے ہیں ان سے بھی کتنا مشکل ہو جاتا ہے اور جو لوگ شمیز نیچے پہنتے ہیں وہ بھی ایک طرح سے اس کے نیچے ایک **طِبَاقًا** ہے لیکن ہوتا کیا ہے کہ کسی کی شمیز ادھر کو نکلی ہوئی ہوتی ہے کسی کی ادھر کو نکلی ہوئی ہوتی ہے بہت بری لگتی ہیں ایسی قمیض کہ شمیز ادھر ادھر ہو رہی ہے اور یا پھر یہ کہ کبھی شمیز لمبی ہوتی ہے اور اس کا اوپر کا کپڑا چھوٹا ہوتا ہے تو ایک جیسی چیز کے ایک دوسرے پر فٹ آ جائے اتنی آسان نہیں ہے اور ہمارے لئے تو ممکن ہی نہیں ہے اللہ تعالی نے ایک نہیں اتنی بڑی چادر اتنا بڑا آسمان اتنی نیلی چھت اتنا بڑا خیمہ کہیں کوئی ستون بھی نظر نہیں آتا تو اللہ تعالی نے تہہ بہ تہہ سات بنائے اور ساتھ ہی اللہ تعالی چیلنج کر رہے ہیں چیلنج کیا ہے **مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِنْ تَفَاوُت** نہیں تم دیکھو گے رحمان کی تخلیق میں **مِنْ تَفَاوُتٍ** کوئی تفاوت **تَفَاوُت** کے معنی کیا ہیں یہ فوت سے ہے **(ف و ت)**۔ فوت کے معنی کیا ہوتے ہیں کسی چیز کا ختم ہو جانا اور جیسے وہ چیز غائب ہو جائے وہ چیز نظر نہ آئے تو اب یہاں پر جو بات بتائی جارہی ہے وہ یہ کہ ایسا نہیں ہے کہ رحمان نے جو سات آسمان بنائے ہیں اور وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ تم آسمان کی طرف دیکھو تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کا کوئی **تَفَاوُت** نہیں پاؤگے تفاوت کے معنی کوئی بے ربطی نہیں پاؤگے کوئی عدم تناسب نہیں پاؤگے ایسے نہیں ہوگا کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے میل نہ ہو یا وہ بے جوڑ ہو (جیسے میں نے ابھی آپ کو ایسے ہی مثال دی ہے قمیض کی اور شمیز کی کہ استر لگا کے سینا تو اور زیادہ مشکل ہے اور شمیز آپس میں زیادہ تر میل نہیں کھاتی لیکن سات ہیں اور اتنے بڑے آسمان اور اس کے باوجود بالکل ان کے اندر ایک ربط ہے ایک ان کے اندر توازن ہے ایک ان کے اندر تناسب ہے تو آپ یہ بھی دیکھیں کہ جیسے کہتے ہیں کہ سات آسمان ہیں اور پھر سات ہی زمینیں بھی ہیں پیچھے بھی آپ پڑھ چکیں تو کہتے ہیں کہ جیسے پیاز کے چھلکے ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہوتا جبکہ ہر آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان طویل فاصلہ بھی ہے لیکن ہر آسمان دوسرے آسمان سے ایک مطابقت رکھتا ہے تو آپ اس کو یوں بھی کہہ سکتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ساتوں آسمان جو ہیں ان کے اندر کوئی کجی نہیں ہے کوئی نقص اور خلل نہیں ہے بالکل سیدھے ہیں برابر ہیں اور ان کے اندر ایک تناسب پایا جاتا ہے **الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا** وہ ہے جس نے پیدا کیا سات آسمان اوپر تلے۔ نہیں دیکھے گا تو رحمان کی تخلیق میں کوئی فرق کوئی خلل کوئی بے ضابطگی یا چوک یا بھول کچھ بھی تمہیں کمی نظر نہیں آئے گی اور یہاں پہ خاص طور پہ رحمان کا ذکر کیا گیا اور رحمان کون ہے؟ اللہ بہت زیادہ رحم کرنے والا تو یہ جو سات آسمان بنائے ہیں اور

خلل بھی اس میں کوئی نہیں ہے تو یہ اللہ کی صفتِ رحمانیت کا اظہار ہے کائنات کی تخلیق۔ پھر فرمایا **فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ** **فَارْجِعِ** پس دوبارہ لوٹ، رجوع کرنا، لوٹنا ہے آپ نے پیچھے **طلاقِ رجعی** بھی پڑھا تو **ارْجِعِ** ہوتا ہے کسی چیز کا لوٹنا پس لوٹا کس کو؟ **الْبَصَرَ** نِگاہ کو اب ایک دفعہ دیکھا ہے کوئی **تَفَاوُت** نظر نہیں آیا کوئی کمی نظر نہیں آئی اللہ تعالیٰ کہتا ہے پھر دیکھ دوبارہ دیکھ **هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ** کیا دیکھتا ہے تُو کوئی دراڑ یا شگاف اور یہاں پہ لفظ استعمال ہوا ہے کس کا؟ **فُطُور** کا اور یہ لفظ کس کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے یہ شگاف سوراخ کے لئے۔ قرآن میں دو لفظ آئے ہیں آپ نے پیچھے سورۃ التحریم میں **فُرُوْج** پڑھا ہاں نا؟ **فُرُوْج (ف ر ج)** کے معنی ہوتے ہیں کشادگی کا تصور پایا جانا ناکہ پھٹا ہوا ہے۔ پھٹنے یا چرنے کا مفہوم نہیں بلکہ **فَرَجَ** کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کا کھلا ہوا ہونا کشادہ ہونا کھلا کرنا **فَرَجَ** دو چیزوں یا ایک ہی چیز کے دو حصوں کے درمیان وسعت کو کہا جاتا ہے جیسے **فرج طریق** راستے کا درمیانی حصہ بھی ہوتا ہے یا پھر سوراخ یا شگاف خواہ اُس کی ساخت میں ہو یا ویسے بعد میں واقع ہو اور آپ دیکھیں جیسے شرم گاہ تو کیا ہے کہ وسعت ہے دو حصوں میں درمیان میں اور یہ شگاف پیدائشی ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسے بھی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں واقع ہو گیا لیکن **فرج** میں کشادگی کا تصور پایا جاتا ہے اور کشادگی کا تصور کس میں؟ شگاف میں۔ **فُطُور** پہلا درجہ ہے **(ف ط ر)** سے ہے اور آپ افطاری بھی کرتی ہیں **فَطَرَ** کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کو لمبائی کے رخ پھاڑنا یا چیرنا **مِنْ فَطَرَ** کے معنی چر جانا **فُطُور** ایسے شگاف کو کہتے ہیں جس کی چوڑائی لمبائی کی نسبت بہت کم ہو تو لمبائی کے رخ پھاڑنا اب آپ دیکھیں دن کتنا لمبا ہوتا ہے تو روزہ رکھا ہوتا ہے آپ نے پھر آپ لمبائی کے رخ پہ اس کو پھاڑ کر افطاری کر لیتی ہیں تو روزہ جو رکھا ہوتا اس کو پھر کھول لیا اب اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یہاں پہ دعوتِ نظارہ دے رہے ہیں کہ کائنات پر غور و فکر کرو کائنات پر تدبر کرو کہیں تمہیں پوری کائنات کے اندر کوئی رخنہ نظر آتا ہے کوئی دراڑ کوئی شگاف پوری کائنات میں کوئی چیز پھٹی ہوئی ٹوٹی پھوٹی تمہیں نظر آتی ہے اور یہاں پہ اشارہ ہے عالمِ بالا کی طرف آسمانوں کو دیکھو آسمان کو دیکھو اور آپ دیکھیں پھر زمین کے ایک ذرے سے لے کر یہ جتنی galaxies ہیں جو اپنے اپنے مدار میں چل رہی ہیں تو ایک پورا نظم وضبط ہے جس میں کوئی عیب کوئی کمی نظر نہیں آتی تو ایک دفعہ دیکھا تو کوئی خلل نظر نہیں آیا دوسری دفعہ دیکھنے کی دعوت دی پھر دیکھو کہ کیا تمہیں کوئی سوراخ نظر آرہا ہے تو آپ بھی آسمان پر نظر دوڑائیں کیا آپ کو کوئی سوراخ نظر آتا ہے (آپ کو آسمان نظر آرہا ہے نا) اور آپ باہر بھی جب نکلیں تو دیکھیں رات کے وقت تارے نکلے ہوتے ہیں اور کہیں کوئی سوراخ نظر نہیں آتا۔

آیت نمبر 4۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ
ترجمہ۔ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ پھر دوڑا نظر، دوبارہ نظر دوڑا اب پھر **ثُمَّ** جو آگیا **ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ** بار بار نگاہ دوڑا ،بار بار دیکھ **كَرَّتَيْنِ۔** **كَرَّةٌ** واحد ہے **كَرَّتَيْنِ** تکرار ہے یہ تثنیہ کا صیغہ ہے **كَرَّتَيْنِ** دو بار ، دوبارہ تو دوبارہ اپنی نگاہ کو دوڑاؤ **يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ** لوٹ آئے گی تیری طرف تو قلب کے معنی کیا ہوتے ہیں حالت کی تبدیلی تو **يَنْقَلِبْ** وہ لوٹ آئے گی **إِلَيْكَ** تیری طرف جو نظر دوڑا رہا ہے جو دیکھ رہا ہے تو اس کی طرف لوٹ کرآئے گی کیا چیز؟ **الْبَصَرُ** نگاہ جب نگاہ واپس آئے گی انسان کی لوٹ کر تو اس کی حالت کیا ہوگی دو حالتیں ہوں گی ایک ہے **خَاسِئًا** اور دوسری ہے **حَسِيرٌ** تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **خَاسِئًا** کا لفظ اور **حَسِيرٌ** کا لفظ اللہ تعالی نے یہاں پر استعمال کیا ہے اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں

کہ انسان کی جب نظر واپس آئے گی تو نمبر 1- **خَاسِئًا** کسے کہتے ہیں وہ چیز جو کہ نامراد ہو ،ذلیل ہو جائے، ذلیل و خوار ہونا اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے اور دوسرا **حَسِيرٌ (ح س ر)** اس کے معنی ہوتے ہیں کہ کسی کا تھکا ہوا ہونا اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ تیری نظر جب لوٹ کر واپس آئے گی تو اس کا حال یہ ہوگا کہ وہ تھکی ہوئی ہو گی جیسے ہوتا ہے بار بار ایک چیز کو دیکھا جا رہا ہے اور اس کے بعد ڈھونڈنے سے بھی کوئی اس کے اندر کمی، شگاف، سوراخ، کمزوری نظر نہ آئے تو اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اب یہاں پہ جو 2 لفظ استعمال کیے گئے ہیں یکے بعد دیگرے تو اس بات کی شدت کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی کمی بیشی ڈھونڈے بھی تو اس کو مل نہیں سکتی تو انسان کی نگاہ ذلیل ہو کر اور تھکی ہوئی پھر دوبارہ انسان کے پاس واپس آ جاتی ہے تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کائنات جو اللہ نے بنائی ہے اس کا ایک نظم و ضبط ہے اور یہ کام کون کر سکتا ہے اور یہ بڑا مشکل کام ہے کہ سروں پر پھیلا ہوا وسیع و عریض آسمان اور اس کے اندر کوئی کمی بیشی کوئی ذرا سا سوراخ نظر نہ آئے اور آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر **خَاسِئًا**استعمال ہوا ہے اس کے اندر دو چیزیں پائی جاتی ہیں ایک ہے نظر کا تھکنا اور کمزور ہونا دوسرا جیسے دھتکارے ہوے کتے اور سور کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جن کو لوگوں کے پاس پھٹکنے نہ دیا جائے اس کو **خَاسِئًا** کہتے ہیں تو **(خ س ء)** نظر کاتھکنا اور کمزور ہونا اور نمبر 2- یہ سور کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یا پھر کتے کے لئے اور آج کل آپ دیکھ لیں کہ سور سے زکام نکلاہوا ہے کیسے لوگ سب ڈر رہے ہیں اور بھاگ رہے ہیں اور دوڑ رہے ہیں تو بہرحال **خَاسِئا** دھتکارے ہوے ذلیل کے لئے آتا ہے تو نظر اتنی تھک جائے گی جیسے کہ ذلیل ہو جائے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ اللہ رب العزت نے **حَسِيرٌ** کا لفظ بھی استعمال کیا ہے تو اس سے بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ ہیں اللہ تعالی کی قدرت کے کمالات پھر فرمایا

آیت نمبر 5- وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ
ترجمہ- ہم نے تمہارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور اُنہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اِن شیطانوں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ ہم نے مہیا کر رکھی ہے

وَلَقَدْ زَيَّنَّا اور ہم نے آراستہ کیا ہے کس نے آراستہ کیا؟ اللہ تعالی نے اللہ تعالی کہتے ہیں کسی اور نے نہیں ہم نے آراستہ کیا ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ **(ز ی ن)** اس کا مادہ ہے اور یہاں پہ شد بھی آئی ہے تو خوبصورت بنایا سجا دیا تو ہم نے سجایا سجانے والا کون ہے؟ اللہ تعالی- کس کو **السَّمَاءَ الدُّنْيَا** دنیا کے آسمان کو تو دنیا کا لفظ یہ قریب کے لئے بھی آتا ہے (د ن و) اس کے معنی کیا ہوتے ہیں **دُنْيَا** کا لفظ حقیر اور ذلیل کے لئے بھی آتا ہے اور قریب کے لئے بھی آتا ہے آپ نے پیچھے پڑھا تھا نا کہ **دَانِيَةٌ** کہ شگوفے جو ہیں جھکے پڑے ہوں گے **قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ (23- الحاقہ)** تو اب یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے قریب کے آسمان کو سجا دیا ہے کس سے **بِمَصَابِيحَ** تو یہ **مِصْبَاح** کی جمع ہے اور یہ چراغوں کے لئے استعمال کیا گیا تو کون سے چراغ؟ ستارے مراد ہیں سورۃ الصافات میں آپ پڑھ چکی **إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ (6 سورۃ الصافات)** کہ ہم نے قریب والے آسمان کو بڑی زینت دی اور ستاروں کے ذریعے زینت دی اور رات کے وقت اگر آسمان کو دیکھیں تو ستاروں کی جگمگاہٹ، ستاروں کا چم چم کرنا ایک خوبصورتی پیدا کرتا ہے اور یہ ستاروں کا جگمگ جگمگ کرنا نگاہوں کو بڑا حسن دیتا ہے بہت بھلا لگتا ہے تو اسی کی طرف توجہ دلائی اور یہاں پر اس کا یہ ایک مقصد بتایا کہ ستاروں کو جو قریب کے آسمان پر رکھا ہے تو اس کا مقصد آسمان کو خوبصورت بنانا اور خاص طور پر رات کے

وقت اگر آسمان کی شان کو ہم دیکھنا چاہیں تو رات کا اندھیرا اور ستاروں کا چمکنا جیسے کہ ہیرے اور جواہرات ایک کالے کپڑے پر لگا دئیے گئے ہیں جڑ دئیے گئے ہیں ٹانک دئیے گئے ہیں تو آسمان کی شان اس کی جگمگاہٹ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا بنانے والا کیسا ہے؟ خالق ہے اس کا بنانے والا وہ اللہ ہے۔ **فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (1۔ فاطر)** پھر اس کا ایک اور مقصد بھی ہے وہ کیا ہے **وَجَعَلْنَاهَا** اور ہم نے بنا دیا ہے اس کو **رُجُومًا**ۖ اور یہ **رَجَم** کی جمع ہے اور **(ر ج م)** کے معنی کیا ہوتے ہیں پتھر مارنا اور ویسے یہ مادی اور حسی دونوں طرح استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ واقعۂ افک میں عزت پر جو الزام لگایا گیا تھا تو ظاہری طور پر تو پتھر نظر نہیں آرہا تھا لیکن یہ کہ انہوں نے الزام لگایا تھا (اور وہ قذف، قاذف اور مقذوف) تو حسی طور پر بھی یہ محسوس کیا جاتا ہے جیسے کسی کی عزت پر بٹہ لگانا پتھر مارنا تو یہ جو ستارے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم نے بنایا ہے **رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ** شیاطین کو مار بھگارنے کے لئے اور یہ جو شیطان ہیں ان کے لئے **ۖوَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ** ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے تو لوگ دو طرح کے ہیں ایک وہ جو حسن عمل کرتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اور ایک اللہ کی مخلوق ایسی ہے جو اللہ کی کائنات میں جب اللہ کا کہنا نہیں مانتی اور یہ **شَيَاطِينِ** جب آسمانوں کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہاں سے کچھ سن گن لے سکیں اور چوری چھپے کچھ سن سکیں تو پھر اس وقت انہیں مار بھگایا جاتا ہے یہ ستارے شرارہ، آگ بن کر ان پر گرتے ہیں آپ پہلے پڑھ چکیں **إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ (18۔ الحجر)** اور اس کا تیسرا مقصد بھی آپ پہلے پڑھ چکیں ہیں تیسرا مقصد کیا ہے ان ستاروں کا کہ ان سے بر اور بحر میں راستوں کی نشاندہی ہوتی ہے تو یہ ستاروں کے بہت سے مقاصد ہیں جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور اہلِ عرب یہ سمجھتے تھے کہ کچھ شیاطین کاہنوں کے مطیع ہیں اور انکا شیاطین سے رابطہ ہے اور شیاطین اوپر جاتے ہیں تو عالمِ بالا کی خبریں لاکر ان کے کاہنوں کو دے دیتے ہیں تو اس طرح ان کے کاہن غیب کی خبریں جانتے ہیں تو پہلے اللہ تعالی نے کہا کہ آسمانوں میں کوئی سوراخ ہے ہی نہیں کوئی **فُطُور** نہیں ہے کوئی **تَفَاوُت** نہیں ہے کچھ کمی کجی نہیں ہے پھر ساتھ ہی بتایا کہ ستاروں کے تین مقاصد ہیں قرآن میں تین مختلف جگہ پہ اور دو یہاں پہ ہیں ایک سجاوٹ دوسرا شیاطین کو مار بھگانا اور تیسرا بحر اور بر میں رہنمائی اور جو کرے میری نافرمانی تو **ۖوَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ** ان کے لئے ہم نے تیار کی ہے بھڑکتی ہوئی آگ **السَّعِيرِ** تو اب یہاں پر کیا بتایا؟ کہ ان کے لئے جو جہنم ہے جو آگ ہے وہ بھڑکتی ہوئی ہے اب دیکھیں کہ آیت نمبر 1 سے لے کر 5 تک تو انسان کو احساس دلایا کہ جس کائنات میں انسان تو رہتا ہے یہ کائنات بڑی منظم ہے یہ بڑی محکم ہے تجھے ڈھونڈنے سے بھی کوئی عیب نہیں ملتا اور تو دنیا میں امتحان کے لئے بھیجا گیا ہے پھر تو حسن عمل کر۔ تو حسن عمل کیسے کریں گے؟ ایمان بھی ہو اور پھر قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔ پھر آیت نمبر 6 سے لے کر 11 تک جو کفر کرتے ہیں جو اللہ کا انکار کرتے ہیں انہیں اس کے ہولناک نتائج بتائے گئے ہیں بڑی شدت ہیں ان آیات کے اندر پھر فرمایا

آیت نمبر 6۔ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

ترجمہ۔ جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے

وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ اور رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا **كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ** کسی اور کے رب کا نہیں اپنے رب کا کفر کیا خواہ وہ انسان ہیں یا جن **لِلَّذِينَ** انسانوں کے لئے اور جنوں کے لئے سب کے لئے آیا ہے جو اپنے رب کا انکار کریں **عَذَابُ جَهَنَّمَ ۖ** ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جہنم کیا ہے؟ ہر

طرح کے دکھ، تکلیف پریشانی، مصیبت ،عذاب، سزا اور جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا ان سب چیزوں کا مجموعہ ہے تو جہنم اللہ تعالی نے کس کے لیے تیار کی ہے ؟ اپنے کافر بندوں کے لئے جو اس کے نافرمان ہیں **وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ** ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ یہاں پر جہنم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور **(ج ہ م)** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ گھورنا اور گھورنے میں آپ دیکھیں کہ شیر جیسے گھورتا ہے تو جہنم بھی اپنے شکار کی طرف گھورے گی بڑی ہولناک ہے یہ جہنم تو بھوکا شیر شکار کو دیکھ کر دھاڑتا ہے جوش مارتا ہے گھورتا ہے بالکل اسی طرح جہنم اپنے شکار کو دیکھ کر گھورے گی **وَبِئْسَ الْمَصِيرُ** اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے تو آپ دیکھیں **بِئْسَ** شدت ہے اس کے اندر کہ انتہائی برا مرجع ہے انتہائی برا ٹھکانہ ہے تو اے انسان تو نے ہمیشہ کے لئے اپنا کیسا ٹھکانہ منتخب کیا وہ کتنا برا ہے اور اس کا حال تو یہ ہے

آیت نمبر 7۔ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ

ترجمہ۔ جب وہ اُس میں پھینکے جائیں گے تو اسکے دھاڑنے کی ہولناک آواز سنیں گے اور وہ جوش کھا رہی ہوگی

إِذَا أُلْقُوا فِيهَا جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے **أُلْقُوا** ماضی مجہول ہے اور یہ جمع مذکر کا صیغہ ہے کہ جب وہ اس کے اندر ڈالے جائیں گے **فِيهَا** اس جہنم میں" **هَا**" کی ضمیر آئی ہے جہنم کے لئے **سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ** تو وہ سنیں گے اس کے دھاڑنے کی آواز ، **شَهِيقًا** کسے کہتے ہیں؟ **(ش ہ ق)** اور اس کے معنی مفسرین یہ کہتے ہیں کہ گدھے کے **ہینکنے** کے وقت اس کی وہ آواز جو ابتداء میں نکلتی ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟ **شَهِيْق۔** (ایک ہے **زَفِيْر** اور ایک ہے **شَهِيْق**) اور یہاں بھی بتایا جارہا ہے کہ جہنم ایسے دھاڑے گی کہ اس کے دھاڑنے کی ہولناک آواز کو وہ سنیں گے کیونکہ **زفير** ہوتا ہے لمبا سانس باہر نکالا جائے تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ گدھے کے ہینکنے کی ابتدائی آواز جو آہستہ سے اونچی ہونی شروع ہوجاتی ہے اس کو **زَفِيْر** کہا جاتا ہے اور جب گدھا ہینکنے کے عمل کو ختم کرنے لگے تو وہ آواز جو اونچی آواز سے پست ہونا شروع ہوتی ہے اسے **شَهِيْق** کہتے ہیں بعض کہتے ہیں ابتدائی کو بعض کہتے ہیں اس کی انتہا کو بہرحال جتنی بھی آوازیں ہیں ان میں سب سے بری آواز گدھے کی آواز لگتی ہے کہ گدھا جب ہینکتا ہے اور جب وہ اپنی زوردار آواز کو نکالتا ہے تو بڑی قبیح ترین آواز یہ محسوس ہوتی ہے تو کہا جا رہا ہے کہ جہنم بھی گدھے کی طرح چیخ رہی ہوگی چلا رہی ہوگی اور اس کے چیخنے اور چلانے کا حال ایسا ہوگا کیسا کہ **شَهِيْق** ہی نہیں **وَهِيَ تَفُورُ** اور وہ جوش کھا رہی ہوگی، اور**تَفُورُ** کے معنی ہوتے ہیں ابلنا، جوش مارنا آپ نے آگ پر رکھی ہوئی ہانڈی کو دیکھا ہے کہ وہ کیسے ابلتی ہے کیسے جوش مارتی ہے تو یہاں پر آپ تصور تو کریں یہاں تک کہ اس کے اندر سے جو دھواں نکلتا ہے تو وہ بھی جلا دیتا ہے یہاں پر کہا جا رہا ہے کہ اس دن جہنم اُبل رہی ہوگی جوش مار رہی ہوگی اور ابلنے اور جوش مارنے کے لئے قرآن میں تین الفاظ آئے ہیں اور یہ اس کا سب سے اونچا درجہ ہے **فَارَ** تیسرا درجہ ہانڈی کے جوش مارنے چشمے سے پانی ابلنے کے لئے **فوارًا** بھی اسی سے ہے آگ کے جوش مارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہتے ہیں **فَارَ** کا لفظ اس وقت استعمال کیا جائے گا جب اُبال جلدی جلدی اٹھ رہا ہو اور **الفَور** بہت جلدی کے بھی ہے فوراً آپ جلدی جلدی کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی یہ استعمال کیا جاتا ہے اور پھر یہ کہ اس کے اندر تسلسل بھی پایا جاتا ہے جیسے فوارا ہوتا کہ پانی تسلسل سے جوش مار رہا ہوتا

ہے تو کسی چیز میں شدت بھی ہو جلدی بھی ہو اور اس کے ساتھ اس کے اُبال میں تسلسل بھی ہو تین باتیں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ نمبر1. شدت، نمبر 2. جلدی، اور نمبر3. اُبال میں تسلسل۔ **وَهِيَ تَفُورُ**

آیت نمبر8. تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ
ترجمہ۔ شدت غضب سے پھٹی جاتی ہو گی ہر بار جب کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا، اُس کے کارندے اُن لوگوں سے پوچھیں گے "کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟"

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی **تَمَيَّز** اس کے اندر دو معنی پائے جاتے ہیں ایک تو کسی کا پھٹنا اور دوسرا اس کا الگ ہو جانا تو اتنا ہی نہیں کہ وہ پھٹے گی بعض اوقات پھٹ کر کسی چیز کے اندر دراڑ آ جاتی ہے لیکن کہا کہ نہیں وہ پھٹے گی بھی اور اس کے بعد پھٹ کر الگ بھی ہو جائے گی بڑا شدید وقت ہوگا **كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ** جب کبھی **أُلْقِيَ** پھینکے جائیں گے ڈالے جائیں گے **فِيهَا** اس میں (جہنم میں) **فَوْجٌ** فوج کس کو کہتے ہیں؟ ایک بہت بڑے مجمع کو ایک بہت بڑی جماعت کو ایک بہت بڑے گروہ کو جہنم کے اندر پھینکا جائے گا **سَأَلَهُمْ** سوال کریں گے اس گروہ سے **خَزَنَتُهَا** اس کے دروغہ، اس کے فرشتے **أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ** کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہ آیا تھا تو دوزخ کے فرشتوں کے لئے قرآن میں تین الفاظ آئے ہیں ایک ہے یہ **خَزَانَۃ** یہ **خازن** کی جمع ہے اور **خازن** میں دو باتیں پائی جاتی ہیں نمبر ایک جمع کرنا اور دوسرا حفاظت کرنا اب وہ جو جہنم کے چوکیدار اور پہرے دار ہیں وہ کیا کریں گے وہ اس ساری فوج ساری کو اس کے اندر جمع کریں گے اور پھر ان کی حفاظت بھی ہو رہی ہو گی کوئی نکل نہیں سکتا کوئی بھاگ نہیں سکتا ان کے عذاب میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی تو جہنم کے دروغہ ہیں یہ ، دوسرا جو دوزخ کے فرشتوں کے لئے نام قرآن میں آیا ہے **الزَبَانِيَۃ(18- العلق)** **زَبَانِيَۃ** ویسے بچھو کے ڈنگ کو بھی کہتے ہیں اب دیکھیں بچھو کا ڈنگ کتنا سخت ہوتا ہے کتنا شدید ہوتا ہے تو دوزخ کے سخت گیر فرشتے ہیں جو دوزخیوں کو دوزخ کی طرف دھکیلیں گے اور تیسرا لفظ مالک کا بھی آیا ہے اور یہ دوزخ کے داروغوں کا، دوزخ کے فرشتوں ہیں ان کا سردار ہوگا پہلے تو جہنمی فرشتوں سے درخواست کریں گے اور پھر دوزخ کا جو سردار ہوگا اس کو کہیں گے۔ **وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم مَّاكِثُونَ (77- الزخرف)** وہ پکاریں گے، "اے مالک، تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے تو اچھا ہے" وہ جواب دے گا، "تم یوں ہی پڑے رہو گے۔ تو یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ اب وہ جہنم کے اندر ڈال دیئے گئے ہیں اور جہنم کے داروغہ، جہنم کے فرشتے ان نافرمانوں سے ،ان کافروں سے پوچھیں گے **أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ** کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ تو **نَذِير** کون ہے؟ پیغمبروں کو کہا جاتا ہے کہ کوئی ایسا پیغمبر نہیں آیا تھا جو تمہیں ڈراتا اور نذیر اور بشیر یہ اللہ کے پیغمبروں کا نام ہے ڈرانے والے ،تو اب آپ دیکھ لیں کہ جہنم کی ہولناکی کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ ہی جو پیغمبر ہے اس کی بعثت کا اثبات ہے یہاں پر کہ آج کیوں تم جہنم میں آگئے کوئی تمہیں ڈرانے والا نہیں تھا کوئی تمہیں بتانے والا نہیں تھا کہ تم غلط کام کر رہے ہو تمہارا رویہ غلط ہے اور تمہارے غلط رویوں کے نتائج سے کوئی تمہیں ڈراتا تو کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا وہ کیا جواب دیں گے

آیت نمبر 9. قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ

ترجمہ۔ وہ جواب دیں گے "ہاں، خبردار کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا، مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے، تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو"

قَالُوا بَلَىٰ وہ کہیں گے ہاں کیوں نہیں یاد رکھیں کہ **بَلَىٰ** "ہاں کیوں نہیں" اس کے اندر **نَعَمْ** کی بجائے زیادہ زور اور تاکید پائی جاتی ہے۔ اقرار کریں گے کہ ہاں کیوں نہیں۔ **قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ** تحقیق آیا تھا ہمارے پاس ڈرانے والا اور **جَاءَ** ماضی کے ساتھ **قَدْ** آجائے تو ماضی قریب کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں تو کہیں گے کہ ہاں آیا تھا ہمارے پاس خبردار کرنے والا ہمیں ڈرانے والا **فَكَذَّبْنَا** مگر ہم نے اسے جھٹلا دیا " **فَ**"ان کی پوری کہانی کو پیش کر رہا ہے کہ پس ہم نے ان کو جھٹلا دیا ہم نے مان کر ہی نا دیا اہل مکہ بھی کیا کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ **کو** جھٹلا رہے تھے اور یہ مکی سورۃ ہے مکی دور ہے سورۃ الملک نازل ہو چکی ہے۔ تو جھٹلانے والے پھر کیا کہتے ہیں کہ جب ہم نے رسول کو جھٹلایا تھا تو ہم نے کیا کہا تھا **وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ** اور ہم نے تو کہا اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے نہ رسول کا اقرار کیا اور نہ ہی جو رسول کتاب لایا تھا اس کا اقرار کیا اور ساتھ ہی ہم نے کیا کہا؟ **إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ** بلکہ تم بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ہم نے یہ کہا کہ دعوت دینے والے اور رسول پر ایمان لانے والے سارے سخت گمراہی میں ہیں اب مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہ جو سوال ہے **كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ** یہ کوئی ایسے نہیں کہ بس ان سے پوچھا جائے گا کہ ان کو سزا دی جائے یا نہ دی جائے یا یہ کہ ان کے ساتھ عدل کیا جائے بلکہ کیا ہے کہ جیسے کبھی دنیا میں بھی ہوتا ہے کہ ماں باپ بچے کو مارتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھے بتایا نہیں تھا کہ پڑھائی کر تیاری کر تجھے بتایا نہیں تھا کہ رات کے وقت کھیلنے کے لئے نہ جانا کتنی دفعہ تمہیں سمجھایا تھا کہ ایسے نہ کیا کر تمہاری یہ حرکتیں اور لو آج کے دن اپنے کیے کا مزا چکھو دنیا میں بھی ایسے ہی پٹائی ہوتی ہے نا کبھی استاد بھی شاگردوں کو سزا دے دیتا ہے اور اب تو وہ زمانے گئے کہ استاد شاگردوں کو سزا دیں کہیں یہ شاگرد ہی استاد کو سزا نہ دے دیں کیونکہ یہاں کی دنیا میں آپ دیکھیں کہ استاد کا کیا مقام ہے یہاں کی سکولوں میں دیکھیں کہ استاد کو طالبعلم کوئی نہیں مانتے تو بہرحال طالبعلموں نے استاد کو کیا ماننا اب تو ماں باپ کو بھی نہیں مانتے۔ کل ایک عورت رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اولاد سے ڈر لگتا ہے اولاد کہنا نہیں مانتی نہ میرا مانتی ہے نہ میرے شوہر کا مانتی ہے اور میں بہت دکھی ہوں بہت پریشان ہوں رات رات بھر میں اور میرا شوہر جاگتے رہتے ہیں تو یہ ہے اولاد۔ بہرحال اب جہنم کے داروغہ ان سے کہہ رہے ہیں کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ نمبر 1. وہ اقرار کریں گے ،نمبر 2. وہ کہیں گے کہ ہم نے تو ان کو جھٹلا دیا تھا، نمبر3. وہ کہیں گے کہ ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ اللہ نے کچھ نازل بھی نہیں کیا اور نمبر 4. وہ اپنے اس جرم کا بھی اقرار کریں گے کہ ہم نے تو یہ بھی کہا تھا کہ تم تو بڑی ہی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو

آیت نمبر10۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ
ترجمہ۔ اور وہ کہیں گے "کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اِس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزا واروں میں نہ شامل ہوتے"

وَقَالُوا اور اس وقت وہ کیا کریں گے اس وقت وہ اقرار کریں گے کس چیز کا اقرار **لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ** کہیں گے کاش، "**لَوْ**" کا لفظ کاش کے لئے آتا ہے

؎ وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
اس دن ان کے دل میں احساسِ ندامت ہوگا شرمندگی ہوگی وہ اقرار کریں گے **لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ** کاش کے ہم سنتے یا پھر ہم سمجھتے تو سمع کا تعلق کانوں سے ہے کاش کے کان دھرے ہوتے کاش کے سنا ہوتا پیغمبر کی بات کو، قرآن کی تلاوت کو، اللہ کی آیات کو **أَوْ نَعْقِلُ** یا کچھ عقل سے کام ہی لیا ہوتا **نَعْقِلُ** کا کیا مطلب ہے؟ عقل سوجھ بوجھ کاش ہم کچھ عقل مند بنے ہوتے اور دنیا میں عقل مند کس کو کہتے ہیں جو دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے جو آخرت کی تیاری کرے تو کہتے ہیں یہ بے وقوف ہے حلال حرام میں تمیز کرتا ہے نمازیں پڑھتا ہے بات بات میں اللہ کو لے آتا ہے اس کو بے وقوف کہتے ہیں۔ تو عقل مند کون ہے جو دنیا میں رہ کے آخرت کی تیاری کرے اس دن وہ حسرت کریں گے افسوس کریں گے کاش ہم سنتے یا سمجھتے **مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ** **"ماَ"** یہاں پر نافیہ ہے نہ ہوتے ہم **السَّعِيرِ (س ع ر)** یہ لفظ آگ کے لئے آتا ہے اور **سعیر** جہنم کا ایک نام بھی ہے کہ ہم جہنم میں جانے والے جو لوگ ہیں جو جلنے والے لوگ ہیں پھر ہم ان جلنے والے لوگوں میں شامل نہ ہوتے تو اس دن حسرت کریں گے اس دن وہ روئیں گے اس دن وہ پریشان ہوں گے اور دنیا میں بھی جب وقت گزر جاتا ہے تو انسان حسرت کیا ہی کرتا ہے اور جو دودھ اُبل جائے پھر وہ کبھی واپس نہیں آتا گیا ہوا وقت واپس نہیں آتا
اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت
اسی طرح جو دودھ تھنوں سے باہر نکال لیا جائے وہ تھنوں میں کبھی واپس نہیں ڈال سکتے اسی طرح گیا وقت کبھی واپس نہیں آتا انسان حسرت ہی کرتا رہتا ہے کاش کہ میں نے جوانی کو ضائع نہ کیا ہوتا وہ طالبعلم جو ساری زندگی نہیں پڑھتا اس کے ساتھی پڑھ جاتے ہیں پھر وہ ڈاکٹر انجینئر اور معاشرے میں ایک اچھے مقام پر آ جاتے ہیں اور وہ مزدور بن جاتا ہے کبھی وہ کسی کا سامان ڈھوتا ہے اور کبھی وہ روڑی کوٹتا ہے کبھی وہ ٹرکوں کو کھینچتا ہے اور کبھی وہ محنت مزدوری کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے ماں باپ نے تو مجھ پر بھی پیسے لگائے تھے میرا بھائی ڈاکٹر بن گیا اور آج میں مزدوری کر رہا ہوں کاش کہ میں نے اپنے ماں باپ کی بات مانی ہوتی اُس دن اُس کی حسرت اُس کو کوئی فائدہ نہیں دیتی اور یہ میں اور آپ اپنے گھروں میں مثال دیکھتے ہیں بالکل ایسا ہی ہوگا کہ کچھ لوگ جو آج تیاری کر رہے ہیں صبح سویرے اٹھتے ہیں وہ دن بھر فرائض کی ادائیگی کرتے ہیں اور پھر ڈرتے رہتے اور کانپتے رہتے ہیں کہ کہیں اللہ کی نافرمانی نہ ہو جائے تو ان کا یہ ڈرنا اور نیکیاں کرنا ان کو جنت میں لے جائے گا اور جو نافرمانیاں بھی کرتے ہیں اور پھر ساتھ ساتھ کہتے ہیں کہ دیکھا جائے گا جب وقت آئے گا اور ڈرتے بھی نہیں ہیں اور کہتے ہیں اچھا دیکھا جائے گا سوتے رہتے ہیں دوسروں کو تنگ کرتے اپنا وقت گزار دیتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جو ملامت کریں گے اور جو افسوس کریں گے اور کہیں گے کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے

آیت نمبر11۔فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ
ترجمہ۔ اس طرح وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کر لیں گے، لعنت ہے ان دوزخیوں پر

فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ اس طرح وہ اپنے قصور کا اعتراف کریں گے اب آپ دیکھیں کہ **ذَنْب** واحد ہے **ذُنُوب** اس کی جمع ہے اب وہ وہاں یہ **ذَنْب** کا اعتراف کریں گے **ذَنْب** کیوں آیا مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہاں قصور کا لفظ واحد استعمال ہے **ذَنْب** اس کے معنی ہیں وہ قصور جس کی بنا پر وہ جہنم میں گئے قصور ایک ہے اور وہ کیا؟ اللہ کا انکار رسول کا انکار کتاب کا انکار باقی سارے گناہ اس کی شاخیں ہیں ایک کفر

کیا تھا اور کفر کے نتیجے میں پورے دین اسلام کو جب جھٹلا دیا پھر منافقت آگئی پھر شرک آگیا پھر سارا کچھ آگیا **فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ** اب وہ اپنے قصور کا خود اعتراف کریں گے **فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ** پس لعنت ہےان دوزخیوں پر، تو اب یہاں پر انہوں نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ہے کیونکہ جہنم میں جا چکے ہیں اور اب انہیں کیا کہا جائے گا **فَسُحْقًا** پس دفع ہو جائیں لعنت ہے **لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ** دوزخ میں جلنے والوں کے لئے تو **سُحق** جہنم کی ایک وادی کا نام بھی ہے اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ **سُحق** یہ اللہ کی رحمت سے محروم ہونا، اللہ کی رحمت سے دور ہو جانا اس کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے تو بہر حال دونوں طرح بات یہی ہے کہ اب پھر ان سے کہہ دیا جائے گا کہ پس دور ہو جائیں آگ میں جلنے والے۔ ان کا رونا دھونا ان کا معذرتیں کرنا دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ بچہ جب روتا دھوتا ہے معذرتیں کرتا ہے کہنا بھی نہیں مانتا جیسے ایک ماں رو رہی تھی کہ اولاد اتنا تنگ کر رہی ہے اور کہنا نہیں مان رہی اور غلط راستوں پر ہے اور پھر جب ان کو تکلیف ہوتی ہے غلط راستوں پر چلنے کے بعد تو پھر میں روتی ہوں پھر میں سینے سے لگاتی ہوں کیونکہ بازو کو کتنا ہی بچایا جائے اور اگر بازو ٹوٹ جاتا ہے تو گلے کو ہی آتا ہے گوشت کو ہڈیوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا اولاد اچھی ہو یا بری جب والدین اولاد کو تکلیف میں دیکھتے ہیں تو ماں باپ کی جو مامتا ہے اور جو ان کی شفقت ہے پھر وہ جوش میں آتی ہے لیکن ایک بات یاد رکھیں وہ اللہ جو 70 ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتا ہے جہنم میں انسان جل رہے ہوں گے رو رہے ہوں گے جہنم چیخیں مار رہی ہے دھاڑیں مار رہی ہے اس دن اللہ کو ترس نہیں آئے گا **فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ** پس لعنت ہے ان دوزخیوں پر تو مفسرین کہتے ہیں کہ (س ح ق) کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ اب وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو گئے ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ اب ان کے لئے **سحق** ہے جہنم کی ایک وادی جس میں ان کو دھکیل دیا جائے گا اب یہاں سے آیت نمبر 12 سے لے کر 14 تک یہ بتایا گیا ہے کہ انسان تو اللہ سے چھپ نہیں سکتا اللہ تجھ سے باز پرس کر کے رہے گا

آیت نمبر12۔ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ
ترجمہ۔ جو لوگ بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں، یقیناً اُن کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر

إِنَّ الَّذِينَ اب وہ لوگ جو بے دیکھے رب سے ڈرتے ہیں **يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ** خشیت ہے ان کے اندر ڈر خوف دل دبتے ہیں جسم جھکتا ہے اور کیسے رب سے ڈرتے ہیں **بِالْغَيْبِ** بے دیکھے غیب کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کو کبھی دیکھا بھی نہیں پھر بھی انہوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کی نظروں سے غائب خلوتوں میں اللہ سے ڈرتے رہے جلوت میں نہیں سب کے سامنے تو سب ہی اچھے بن جاتے ہیں لیکن خلوت میں بھی وہ اللہ سے ڈرتے رہے **بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ** دو ان کی صفات ہیں کہ نمبر1. **يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ** ، نمبر2. **بِالْغَيْبِ.** اب دو ان کے لئے انعامات ہیں نمبر1. **لَهُمْ مَغْفِرَةٌ** کُل بات کو سامنے رکھ دیا کہ ان کے لئے تو بس بخشش ہے مغفرت ہے جتنی بھی ان سے غلطیاں ہوئیں جو بھی ان کے گناہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ان کو معاف کر دیا اور اتنا ہی نہیں نمبر 2. **وَأَجْرٌ كَبِيرٌ** اور ان کے لئے بڑا اجر ہے تھوڑا اجر نہیں ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے اور آپ دیکھ لیجئے کہ کیسے اللہ تعالیٰ کھلے کو بھی جانتا ہے اور چھپے کو بھی جانتا ہے تو اللہ کو کونسی نیکی مطلوب ہے جو بے دیکھے کی جائے ڈوبتے وقت تو فرعون نے بھی توبہ کی تھی کیونکہ جب انسان مرنے لگتا ہے جب اس پر غرغرے کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے دنیا سے اس کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور دوسری دنیا سے اس کا تعلق جڑ جاتا ہے اس کو فرشتے

پھر نظر آنے لگتے ہیں اور اس وقت کی توبہ پھر قبول نہیں کی جاتی (ڈوبتے وقت کی)۔ یہ وہ لوگ تھے جو دنیا میں بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے رہے اور ان کے لئے دو انعامات ہیں ایک مغفرت اور دوسرا بڑا اجر، اللہ کرے کہ میں اور آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہو جائیں پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ اللہ کیسا ہے

آیت نمبر 13۔ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ
ترجمہ۔ تم خواہ چپکے سے بات کرو یا اونچی آواز سے (اللہ کے لیے یکساں ہے)، وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ کہ تم بات کو خواہ چپکے سے کرو یا اونچی آواز سے سری اور جہری نمازوں کو یاد رکھیں سری نمازیں کون کونسی ہیں؟ جس میں امام قرآت کو خاموشی سے اپنے منہ میں کرتا ہے اونچی آواز میں نہیں کرتا تو سری نمازیں ہیں ظہر کی اور عصر کی اور جہری نمازیں کونسی ہیں؟ فجر ،مغرب اور عشاء جس میں امام اونچی آواز میں تلاوت کرتا ہے تو اب یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ اے انسان تو خواہ چپکے سے بات کر **سِرّ** راز کو بھی کہتے ہیں خاموشی سے چپکے سے تو چپکے چپکے باتیں کر **قَوْلَكُمْ** اپنی باتیں **أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ** یا پھر اونچی آواز میں یہ دونوں چیزیں یکساں ہیں پیچھے **أَحْسَنُ عَمَلًا** کی بات ہوئی تھی یہاں پہ **قول** کی بات آگئی تو ہماری باتیں ہمارے عمل اور اس کے ساتھ ہماری سوچیں یہ سارے ہمارے پرچے ہیں ہم کیا پرچے دیتے ہیں دنیا میں تو کہتے ہیں نا ایک حساب کا پرچہ دے رہے ہیں ایک سائیکالوجی کا دے رہے ہیں یا کیمیسٹری کا یا بیالوجی کا مختلف ہم نے مضمون اور ان کے نام رکھے ہیں لیکن انسان جتنے بھی امتحان دیتا ہے اس کو آپ تین حصوں میں تقسیم کر سکتی ہیں۔ نمبر 1. ہماری سوچیں، ہمارے ارادے، ہماری نیتیں
إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے (صحیح بخاری) نمبر2. ہماری بات ہے **"قول"** جو بھی ہم باتیں کرتے ہیں اچھی کر رہے ہیں وہ بھی لکھی جاتی ہیں بری کرتے ہیں وہ بھی اور نمبر3. ہمارے عمل ہیں **سُوءاعمال** ہیں یا **أَحْسَنُ عَمَلًا** یہ سارے لکھے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں
وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ تم چپکے سے بات کرو یا اونچی آواز سے یہ اللہ کے لئے یکساں ہے کیسے؟ **إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ** بے شک وہ جانتا ہے وہی تو جانتا ہے **عَلِيمٌ** خوب جانتا ہے فعیل کے وزن پر ہے **عَلِيمٌ** ، **بِذَاتِ الصُّدُورِ** صدر کی جمع ہے **صُدُور** اور یہ سینے کے لئے استعمال ہوتا ہے اب آپ دیکھیں کہ ایک تو یہ ہے کہ زبان سے جو بات نکلے وہ تو لوگوں کی سمجھ میں آئے اور دوسری بات کیا ہے کہ زبان سے تو بات نہیں نکلی دل کے اندر ہے سر کے اندر ایک ارادہ ہے ایک نیت ہے اللہ وہ بھی جانتا ہے سورۃ الطارق میں بھی اللہ رب العزت فرماتے ہیں **إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (4۔ الطارق)** کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کے اوپر کوئی نگہبان نہ ہو اور اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا **يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ (9۔ الطارق)** جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی **تُبْلَى السَّرَائِرُ** تو وہاں پہ بھی یہ بات کہی کہ جتنے بھی انسان کے پوشیدہ اسرار ہیں جو ایک راز بن گئے جن کو کوئی نہیں جانتا تو اللہ تعالی ان کو بھی پوچھے گا اسی طرح ہمارے سینوں کے اندر کیا ہے ہم ظاہری طور پر ایک عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اللہ تمہاری چھپی ہوئی باتوں کو اور اونچی باتوں کو اس لئے جانتا ہے. کیا وہ ہی نہ جانے گا **إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ** ایک صدر نہیں **صُدُور** ساری دنیا کے سینوں کے اندر جو راز ہیں اور جو باتیں ہیں جو دلوں کا حال ہے وہ اللہ جانتا ہے تو اے انسان تو اس بات کو اپنے ذہن

میں تازہ رکھ کہ وہ کھلی اور چھپی ساری چیزوں کو جانتا ہے تو اس لئے انسان کو بے خوف نہیں ہونا چاہئے اللہ کی گرفت سے ڈرنا چاہئے

آیت نمبر 14۔ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
ترجمہ۔ کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بیں اور باخبر ہے

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ یہ بڑی خوبصورت دلیل ہے کیا وہ ہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا جیسے ماں ہوتی ہےکہ بچہ رو رہا ہوتا ہے بچہ بولتا کچھ نہیں ہے ماں کہتی ہے اصل میں بچے کو بھوک لگی ہے اصل میں بچے کی نیند کا وقت ہے اور کہتے ہیں کہ ماں کو بلاؤ ماں کو پتہ ہوگا اس کو مسئلہ کیا ہے تو گونگے کی باتیں گونگے کی ماں ہی جانے۔ گونگا ہو یا اشارے کرنے والا ہو یا زبان سے باتیں کرنے والا کوئی بھی نہ جانے ماں جانتی ہے ماں ہر وقت ساتھ رہتی ہے تو جو ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتا ہے اور جو خالق ہے جس نے پیدا کیا کیا وہ ہی نہ جانے گا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ** کیا وہ ہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ جو خالق ہے وہ ہی قادر ہے وہ ہی عزیز ہے وہ ہی غفور ہے اور وہ ہی مالک ہے اور وہ ہی علیم ہے سب سے زیادہ وہ ہی جانتا ہے اور کیا وہ ہی نہ جانے گا پھر آگے مزید تعارف **وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ** حالانکہ وہ باریک بین اور باخبر ہے **لَطِيف** کے معنی غیر محسوس طریقے سے کام کرنے والا پوشیدہ حقائق کو جاننے والا لطیف کے اندر دو باتیں پائی جاتی ہیں نمبر 1. باریک بینی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی آگاہی اور نمبر 2. نرمی۔ کل ایک عورت بتا رہی تھی کہ میرا جیٹھ ہے اور میری ساس فوت ہو گئیں تو اس کی والدہ اور اس کی ساس دونوں سگی بہنیں تھیں اب کہہ رہی ہے کہ ساس فوت ہو گئی اور جیٹھ گھر آیا اور بخار تھا تو کھانا کھا رہا تھا لیکن اس سے کھایا نہیں جارہا تھا تو کہتی ہیں کہ میری والدہ یعنی جو اس کی خالہ تھیں اس کو دیکھ کر کہا کہ کیا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو وہ رونے لگے کہنے لگے کہ میری ماں نہیں ہے اور خالہ کو پتہ چلا کہ مجھے بخار ہے کیونکہ وہ کہتی ہیں بتاتے نہیں ہیں کسی کو اظہار نہیں کرتے مجھے کیا تکلیف ہے تو جو والدین بھی ہوتے ہیں بچے اظہار نہیں کرتے لیکن والدین کو پتہ ہوتا ہے کہ بچہ کیا چاہتا ہے تو اب اللہ تعالی یہاں پر اپنا تعارف کروا رہے ہیں **وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ** کہ وہ انسان کی چھپی ہوئی باتیں ایسی باتیں جو کسی کو بھی نہیں پتہ اللہ ساری باتوں کو جانتا ہے بڑی نہیں چھوٹی چھوٹی بھی تو **اللَّطِيفُ** کے ساتھ **الْخَبِيرُ** آگیا تو لطیف چھوٹی باتیں خبیر بڑی باتیں **لَطِيفُ** چھوٹے چھوٹے جو راز ہیں وہ بھی سارے اللہ کو پتہ ہیں تو یہاں پر گویا کہ ایک طرف جو منکر ہیں ان کو ڈرایا جارہا ہے جو اللہ کے نافرمان ہیں جو چھپ کر گناہ کرتے ہیں دوسری طرف جو اللہ کے فرمانبردار ہیں ان کو یہ بات بتائی جارہی ہے کہ تمہاری وہ نیکیاں جو تم نے چھپ چھپ کر کیں جو تم نے خلوتوں میں کیں دنیا بھی نہیں جانتی میں تو جانتا ہوں نا میں اس کا اجر دوں گا میں اس کا انعام دوں گا تو تم کیوں گھبراتے ہو تو آیت نمبر 12 سے لے کر 14 تک یہ حقیقت بتائی گئی ہے کہ انسان کو ان دیکھے اللہ کی باز پرس سے ڈر کر برائی سے بچنا چاہئے اور نیکیاں کرنی چاہئیں کیونکہ نیکیوں کا اجر آخرت میں ملنے والا ہے یہ ہے اللہ کی ذات کا تعارف اور بڑا خوبصورت ہے اور جو شخص رات کو روز اگر سورۃ الملک پڑھ کر سوئے گا اور یہ احساس اس کے دل میں جاگزیں ہوگا تو سوچیں کہ اس کے اعمال پھر کیسے ہوں گے کیسا اس کا کردار ہوگا